(1) جاہلی عہد میں حنیفیت (دین ابراھیمی)- تحقیقی جائزہ

استفادہ تحریر: جاہلی عہد میں حنیفیت از پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی،(ڈائیریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل ادارہ علوم.
(اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ایک ملحد نے قرآن کے مصنفین نامی آن لائن کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قرآن کوئی الہامی کتاب نہیں ہے،اسکا مواد مختلف ماخذوں سے چوری کرکے ترتیب دیا گیا ہے۔اس سلسلے میں اس نے عقیدہ توحید کے متعلق یہ دعوی کیا کہ یہ محمد نے ارد گرد عربوں سے لیا تھا،اس کے دلائل میں اس نے عربوں کے توحیدی اقوال کے بیسوں حوالے پیش کیے۔ ملحد کے پیش کردہ حوالہ جات درست ہیں لیکن اس نے جان بوجھ کے انکو اپنے جس گھڑے مفروضے کے حق میں پیش کیا یہ اسکا مکر وفریب ہے۔یہ توحیدی عقیدہ عربوں میں پہلے سے کیسے موجود تھا؟اس کی تاریخ اور حقیقت ایک مشہور محقق ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی صاحب کے مقالے سے
(استفادہ کرتے ہوئے اس تحریر میں پیش کی جارہی ہے۔(ایڈمن

(قبل از اسلام عرب میں حنیفیت (دین ابراھیمی

حنیفیت کے معنی

حضرت زید بن عمر بن نفیل عدوی

عرب میں دین ابراھیمی کی تاریخ وآثار

1۔ مکہ مکرمہ اور قریش

2۔ یثرب/مدینہ

3۔ قبائل عرب

(a) ثقیف/ہوازن (شاعر امیہ بن ابی الصلت کا قبیلہ (

بنوعبس بن بغیض(b)

عبدالقیس©

حمیر(d)

قبایل یمن و جنوبی عرب(e)

قبیلہ ایاد/ بکر بن وائل—عبدالقیس.(f)

بنوعامر بن صعصہ.(g)

بنو سُلیم.(h)

بنو غفار/کنانہ.(i)

دوسرے قبایلی احناف.(j)

خلاصہ

(قبل از اسلام عرب میں حنیفیت(دین ابراھیمی

بعثت محمد ﷺ سے پہلے عرب میں ایک رواجی دین کاچرچا تھا،اس کی بنیاد دین ابراہیمی پر تھی۔وہ خالص دین اسلام تھاجو تمام پیغمبران وقت لاتے رہے لیکن اس خالص دین ابراہیمی میں رفتہ رفتہ بہت سی بدعات و خرافات شامل ہوتی گئیں اور وہ مسخ ہو گیا،اس دین کو بگاڑنے والے اسبب و محرکات اور عناصر میں شرک کا تصور سب سے زیادہ کار گر رہا،اس نے اللہ واحد کے عقیدہ کو دھندلا کر دیااور معبودِ حقیقی کے ساتھ بعض عناصر واشیاء کی عبادت شامل کر دی۔حضرات موسیٰ(علیہ السلام)وعیسیٰ(علیہ السلام)کے دین بھی دین ابراہمی کا تسلسل اور دین اسلام کی عصری صورتیں تھیں،وہ بدعات وانحرافات کی بناءپراپنے صحیح جادہءاسلامی سے کج ہو کر رواجی ۔ یہودیت اور مسیحیت میں ڈھل گئے تھے

ابن ھشام 14/1-35 ومابعد 240-241 ومابعد، سہیلی، الروض الانف، متعلقہ مباحث، السید محمود شکی الآلوسی، بلاغ الارب) فی معرفۃ احوال العرب، تحقیق محمد بہجۃ الاثیری، دار الکتاب العربی، قاہرہ 1342ء طبع سول، 240/2-241 وغیرہ، جواد علی، تاریخ (العرب قبل السلام، مطبعۃ المجمع العلیمی العراقی، بغداد 1956ء 6/6-50 (یہودیت) 51-88 (نصرانیت) وغیرہ

اکثریت کے رواجی دین کے خلاف صالح روحوں اور پاک ذہنوں میں احتجاجی لہریں اٹھتی رہیں، بالعموم ایسا سمجھا جاتا کہ شرک اور مشرکانہ روایات ورسوم کے خلاف بعثت محمدی سے کچھ قبل ہی رد عمل شروع ہوا، مولانا شبلی نعمانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا خیال ہے کہ " ۔ ۔اس بناء پر بت پرستی کی برائی کا خیال بہتوں کے دل میں آیا، لیکن اس کا تاریخی زمانہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کچھ ہی پہلے شروع ہوتا ہے۔۔" (سیرۃ النبی، معارف پریس اعظم گڈھ، 1983ء، 124/1) بیشتر سیرت نگاروں نے اسے " حنیفیت " کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کا نقطہ ء آغاز بعثت کے قریب مانا ہے، کئی اہل قلم نے دین حنیفی کو صرف مکہ مکرمہ تک محدود مانا ہے اور اسے صرف ایک علاقائی رد عمل بنا دیا ہے۔ اس مطالعہ کے مقصد عرب میں حنیفیت کی تاریخ، حدود و اثرات کا پتہ لگانا اور قارئین کے سامنے پیش کرنا ہے۔

جدید اردو سیرت نگاروں میں مولانا شبلی نعمانی (رحمۃ اللہ علیہ) حنیفیت کی تاریخ و وسعت و اثر سے سب سے زیادہ واقف تھے، " ابن ہشام نے بت پرستی کی مخالفت کرنے والوں میں چار کا نام لکھا ہے لیکن اور تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب میں اور متعدد اہل نظر پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے بت پرستی سے توبہ کی تھی۔" (125/1-126) انہوں نے چند دوسرے احناف کا ذکر مختلف روایات و اخبار کی سند پر کیا ہے اور ان کا بیان اپنے مقام پر آتا ہے۔

شبلی (رحمۃ اللہ علیہ) کی فراہم کردہ طرز تحقیق پر سید ابو الاعلی مودودی (رحمۃ اللہ علیہ) نے مزید تحقیقات کیں اور حقیقی حنیفیت کے ۔ رجحان اور اس سے متاثر افراد کے بارے میں مزید معلومات بیان کیں، ان کا ایک اقتباس نقل کرنے کے لایق ہے

عرب کا اصل دین دینِ ابراہیمی تھا اور بت پرستی ان کے ہاں عمر بن لحہ نامی ایک شخص نے شروع کی تھی، شرک وبت پرستی کے " رواجِ عام کے باوجود عرب مختلف حصوں میں جگہ جگہ ایسے لوگ موجود تھے جو شرک کا انکار کرتے تھے، توحید کا اعلام کرتے تھے اور بتوں پر قربانیاں کرنے کی علانیہ مذمت کرتے تھے، خود نبی ﷺ کے عہد سے بالکل قریب کے زمانے میں قیس بن ساعد الایادی،

امیہ بن ابی الصلت، سوید بن عمرالمصطلقی، وکیع بن سلمہ بن زہیر الایادی، عمر بن جندب الجہنی، ابو قیس حرمہ بن ابی انس، زید بن عمر بن نفیل، ورقہ بن نوفل، عثمان بن الحویرث، عبید اللہ بن جحش، عامر بن الظرب العدوانی، علاف بن شہاب التمیمی، المتلمس ابن امیہ الکنانی، زہیر بن ابی سلمٰی، خالد بن سنان بن غیث العبسی، عبداللہ القضاعی اور ایسے ہی بہت سے لوگوں کے حالات ہمیں تاریخوں میں ملتے ہیں جنہیں" حنفاء" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ سب لوگ علی الاعلان توحید کو اصل دین کہتے تھے اور مشرکین کے مذہب سے اپنی بے تعلقی کا صاف صاف اظہار کرتے تھے، ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے ذہن میں یہ تخیل انبیاء (علیہ السلام) کی ساری تعلیمات کے باقی ماندہ اثرات ہی سے آیا تھا۔ (تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی 1984ء 37/4، سیرت سرور عالم، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، 1989، 70/2-72) سید مودودی نے اپنی کتاب سیرت میں بعض سے متعلق کچھ تفصیلات بھی دی ہیں۔

شبلی (رحمۃ اللہ علیہ) اور مودودی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تحقیقات کو آگے بڑھاتے ہوئے جاہلی دور میں حنیفیت کا مطالعہ زیادہ سود مند ہوگا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ نمائے عرب کے مختلف خطوں اور ان کے قبیلوں میں موجود احناف کا ذکر خطہ، بہ خط یا قبیلہ بہ قبیلہ کیا جائے تاکہ حنیفیت کا دائرہ اثر واضح ہوسکے اور اس سے زیادہ یہ حقیقت اجاگر ہوسکے کہ وہ ایک عارضی اور مقامی رجحان نہیں تھا، بلکہ ایک قومی مزاج اور دین ابراہیمی کا اظہار تھا اور وہ ہر زمان و مکان میں پایا جاتا رہا، ڈاکٹر جواد علی نے اپنی کتاب میں احناف عرب پر ایک خاص باب باندھا جس میں اسکی تاریخ ہے۔

(تاریخ العرب قبل السلام، مطبعۃ المجمع العلمی العراقی، بغداد 1956ء، 284/6-322: الفصل السادس: المجوس والاحناف)

مولانا مودودی کا یہ تجزیہ بالکل صحیح ہے کہ " یہ بھی رسالتِ اسماعیلی کا اثر ہی تھا کہ بعثتِ محمدی کے وقت تک عرب میں ایسے لوگوں کا ایک گروہ موجود رہا جنہیں تاریخ میں حنفاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے" (سیرت 71/2)، اس پر صرف یہ وضاحتی تبصرہ کافی معلوم ہوتا ہے کہ حضرات ابراہیم (علیہ السلام) واسماعیل (علیہ السلام) کے مبارک زمانے سے دینِ ابراہیمی اور دینِ السام کا رواج عربوں میں رہا اور جب جاہلیت نے اس اصل دین کو مسخ کیا تب بھی اس کے بہت سے احکام و رسوم اور اعمال و مناسک عربوں میں برقرار و جاری رہے، توحید الٰہی اور اصل دین کے عقائد وارکان پر ایمان و عمل بھی ان میں سے تھا جو بہت سے علاقوں میں ہمیشہ سے پایا جاتا رہا،

دین ابراہیمی کے باقایاتِ صالحات پر شاہ ولی اللہ دہلوی، سید مودودی، شبلی نعمانی اور متعدد دوسرے اہل قول نے تفصیل سے لکھا ہے جو سرِدست زیر بحث نہیں، حنیفیت زیر بحث ہے اور اس کی تاریخ۔

حنیفیت کے معنی

مولانا شبلی کا خیال ہے کہ چوں کہ اس دین میں بت پرستی سے انحراف تھا، اس لیے اس کو حنیفی کہتے ہیں، کیوں کہ " حنف " کے معنی انحراف کے ہیں۔۔(126/1 بلا حوالہ مصادر) ۔

مولانا مودودی نے حنیفیت سے مراد توحید الٰہی اور شرک و بت پرستی سے گریز کو لیا ہے (تفہیم 36/4-37 ومابعد سیرت 70/2-71 ومابعد، آلوسی جواد علی اور دوسرے اہل قولم، نیز بحث آیندہ بر عقاید و اعمالِ احناف)۔

ابنِ اسحاق نے حضرت سلمان فارسی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے صحیح دین کی تلاش میں ترکِ وطن کیا، اپنے وطن ایران سے سفر کرتے ہوئے شام پہنچے تو شامی راہب وعالم سے حنیفیت یعنی دین ابراہیمی کے بارے میں سوال کیا، اس مردِ دانا نے کہا کہ یہ وہ سوال ہے کہ لوگ آج کل نہیں پوچھا کرتے، زمانہ آگیا ہے کہ ایک نبی اس دین کے ساتھ مبعوث ہوگا، ان کے پاس جاؤ وہ تم کو اس کے حامل بنادیں گے،" ۔"(ابن ہشام، السیرہ والنبویہ، مترببہ محی الدین عبدالحمید، دارالفکر، قاہرہ 1937ء 1/241)۔

ابن اسحاق و ابن ہشام نے اس کے بعد مکہ مکرمہ کے چار مشہور و معروف حنفاء کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ قریش کی رواجی بت پرستی اور عام دین چھوڑ کر اصل دین ابراہیم کی تلاش و جستجو میں مختلف علاقوں میں پھیل گئے، کیوں کہ ان کی قوم کسی اصل پر قایم نہ تھی اور وہ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین سے دور جاپڑے تھے، جن پتھروں کا وہ طواف کرتے تھے وہ سنتے تھے نہ دیکھتے تھے، نقصان پہنچاتے تھے اور نہ نفع، لہذا اصل دین تلاش کرو " (1/242)

حضرت زید بن عمر بن نفیل عدوی

ان چاروں باشندگانِ مکہ میں حضرت زید بن عمر بن نفیل عدوی کے دین کی مزید تفصیل سے حنیفیت کا دائرہ شرک وبت پرستی سے آگے بڑھ کر پورے دین ابراہیمی کو حاوی ہو جاتا ہے، ابن اسحاق کا مزید بیان ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے دین کو ترک کیا، بتوں، مردہ گوشت خون اور بتوں کے چڑھاوے کے جانوروں کے ذبیحہ سے اجتناب کیا، نومود بچیوں کے قتل سے لوگوں کو روکا اور کہا کہ میں ابراہیم (علیہ السلام کے رب کی عبادت کرتا ہوں،" ۔۔۔۔۔وفارق دین قومہ، فاعتزل الاوثان والمیتۃ والدم والذبائح التی تذبح علی الاوثان ونھی عن قتل المؤدۃ، وقال: عبد رب ابراہیم۔۔۔۔۔۔" (244/1)فتح الباری، ریاض 1997، 7/183-184)۔

حضرت زید بن عمر بن نفیل عدوی کے دین ابراہیمی پر گامزن ہونے اور حنیفیت کے معنی دین ابراہیمی ہونے کا اظہار اسحاق کی ایک اور روایت سے ہوتا ہے۔ وہ کعبہ کی جانب ٹیک لگائے قریش سے فرمایا کرتے تھے" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں زید بن عمرو کی جان ہے میرے علاوہ تم میں اور کوئی دین ابراہیم پر باقی نہیں ہے"، پھر فرماتے:" اے اللہ! اگر میں جانتا ہوں کہ تجھے کون سا طریقہ سب سے زیادہ پسند ہے تو میں اسی کے مطابق تیری عبادت کرتا لیکن میں اسے نہیں جانتا، پھر وہ اپنے پہلو پر سجدہ کرتے"،(244/1)امام بخاری کی روایت میں یہی بات دوسرے الفاظ میں ہے" ۔۔۔۔۔۔واللہ ما منکم علی دین ابراہیم غیری" (کتاب مناقب الانصار، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل)۔

اسحاق کی ایک اور روایت میں حنیفیت کو دین ابراہیمی کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ وہ بھی حضرت زید بن عمر بن نفیل کے حوالے سے ہی ہے، حضرت زید کی اہلیہ صفیہ بنت الحضرمی تھیں، حضرت زید جب بھی مکہ سے جانے اور بلادِ ارض میں حنیفیت، ابراہیمی دین کو تلاش کرنے کے لیے سفر کرنے کا تہیہ کرتے وہ ان کے چچا اور ماموں کے بھائی خطاب بن نفیل عدوی کو اطلاع کر دیتی اور وہ ان کو اپنی قوم کے دین کے چھوڑنے پر عتاب کرتے رہتے۔" ۔۔۔۔۔وکان زید بن عمرو قد اجمع الخروج من مکۃ لیضرب فی الارض یطلب الحنیفیۃ دین ابراہیم علیہ السلام فکانت صفیۃ بنت الحضرمی کلما رأتہ قد تھیأ للخروج وارادہ اذنت بہ الخطاب بن نفیل، وکان الخطاب بن نفیل عمہ واخاہ لامہ، وکان یعاتبہ علی فراق دین قومہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " (1۔247)

دین ابراہیم علیہ السلام کی تلاش میں بالآخر وہ مکہ سے نکل ہی گئے، وہ راہبوں اور احبار سے پوچھتے پوچھتے موصل و جزیرہ کا چکر لگاتے ہوئے شام پہنچے اور اس کو کھنگال ڈالا تا آنکہ وہ ارضِ بلقاء میں میفعہ میں ایک راہب سے جا ملے جو نصرانیوں کا سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا تھا اور اس سے جیسا کہ راویوں کا گمان ہے حنیفیت دینِ ابراہیم کے بارے میں پوچھا اور اس نے بتایا کہ ان کے اپنے وطن میں ایک نبی دین ابراہیم حنیفیت کے ساتھ مبعوث ہوگا،" " (250-249/1) بخاری حدیث نمبر 3827 :

حنیفیت کو دین ابراہیم علیہ السلام بتانے والی ابن اسحاق کی روایت کو امام بخاری نے اپنی سند سے بیان کیا ہے، اس کے مطابق شامی عالم سے جب حضرت زید نے صحیح دین کے بارے میں پوچھا تو عالم نے کہا کہ اسے حنیف ہونا چاہیئے، حضرت زید کے سوال پر کہ حنیف کیا ہے، یہودی عالم نے کہا کہ دین ابراہیم، وہ یہودی تھے اور نصرانی، وہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے اور ایک عیسائی/ نصرانی نے بھی یہی تعریف حنیف اور دین ابراہیم کی کی تھی، دونوں جگہ یکساں تعبیرات ہیں حضرت زید نے حضرت ابراہیم کے بارے میں جب ان کے اقوال سنے تو برجستہ ہاتھ اٹھا کر فرمایا تھا کہ " اے میرے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم کے دین پر ہوں۔ "۔

قال: مااعلمہ الا ان یکون حنیفا، قال زید: وما الحنیف؟ قال دین ابراہیم، لم یکن یہودیا ولا نصرانیا ولا یعبد الا اللہ۔۔۔۔۔۔ فلما رأی زید ۔ " قولھم فی ابراہیم علیہ السلام خرج فلما برز رفع یدیہ فقال: اللھم انی اشھد انی علی دین ابراہیم۔۔۔۔۔۔۔ " (کتاب مناقبت الانصار، باب حدیث زید بن عمر بن نفیل، حدیث 3827 بہ سند حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حجر، فتح الباری، 7/180-183 اوما بعد)۔

حافظ ابن حجر نے اولین حدیث بخاری: " ما منکم علی دین ابراہیم غیری " میں ابواسامہ کی روایت میں موجود اضافہ نقل کیا ہے، حضرت زید کہا کرتے تھے کہ میرا اللہ ابراہیم کا اللہ ہے اور میرا دین ابراہیم کا دین ہے،" وکان یقول: الٰھی الہ ابراہیم و دینی دین ابراہیم ۔۔۔۔۔۔ " انہوں نے ابن ابی زناد اور ابن اسحاق کی روایات بھی مختصراً نقل کی ہیں جن میں عبادتِ اصنام اور بتوں کے چڑھاوے سے ان کے اجتناب کا ذکر کیا گیا ہے، (7/183) شاہ ولی اللہ دہلوی نے حضرت زید کے اشعار کے ذریعہ حکما و افاضل عرب کے اثبات توحید کا ذکر کیا ہے:

:۔۔۔وجدت افاضلھم وحکمائھم کانو یقولون بالمعاد و بالحفظۃ وغیر ذلک ویثبتون التوحید علی وجبہ حتی قال زید بن عمرو بن نفیل فی شعرہ

عبادک یخطئون وانت رب

یکفیک المنایا والغلوم

أرباواحدام الف رب

ادین اذا یقسمت الامور

رکت اللات والعزٰی جمعیا

کذلک یفعل الرجل البصیر

(1/277 حجۃ اللہ البلاغۃ،)

مردہ جانور(میتۃ) کی مانند بتوں کی بھینٹ بھی دین ابراہیم میں حرام تھی، بخاری کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے(وادی) بلدح کے نشیبی علاقہ میں ملاقات ہوئی، یہ قصہ نزول وحی سے پہلے کا ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دستر خوان بچھایا گیا تو زید بن عمرو بن نفیل نے کھانے سے انکار کر دیا اور جن لوگوں نے دستر خوان بچھایا تھا ان سے کہا کہ اپنے بتوں کے نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو میں اسے نہیں کھاتا میں تو بس وہی ذبیحہ کھایا کرتا ہوں جس پر صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو،(باب: زید بن عمرو بن نفیل کا بیان، حدیث نمبر: 3826)

خطابی کا قول ہے کہ نبی ﷺ اصنام پر ذبح کیا ہوا جانور نہیں تناول فرماتے تھے اور باقی ذبیحہ قریش کھالیا کرتے تھے(362/2)، یہ نکتہ تحقیق طلب ہے کہ مشرکین مکہ وعرب اپنے جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتے تھے یا نہیں؟ روایات کا دروبست بتاتا ہے کہ وہ عام ذبائح پر نام الٰہی لیتے تھے کہ وہ سنت ابراہیمی تھی۔(جیسا کہ واضح ہے کہ یہ معاملہ وحی کے آنے سے پہلے کا تھا.. حضور ﷺ کا عمل بطور مقتداء وحی آنے کے بعد واجب العمل ہے، نہ کہ پہلے کا.. تاہم اس روایت سے آپ ﷺ کی ذات پر ایک گونہ حرف آتا ہے کہ گویا کہ زمانہ قبل نبوت میں آپ ﷺ بتوں کے چڑھاوے کھایا کرتے تھے.. حلانکہ اس روایت میں ایسی کوئی چیز مذکور نہیں

کہ یہ شے بتوں کا چڑھاوہ ہی تھی.. زید چونکہ اس معاملے میں بہت شدت پسند تھے، لہذا ان لوگوں کے ہاتھوں سے بھی کھانا پسند نہ کیا، جو چڑھاوے پیش کیا کرتے تھے.. مگر چونکہ یہ بے جا سختی کے علاوہ کچھ نہیں اور کام نہیں ہے، لہذا آپ ﷺ ان کے حلال ذبیحے کھایا کرتے تھے.. جیسا کہ اس موقع پر کھایا (..

ابن ہشام نے اپنی تشریح میں حنفیت کی ایک دوسری جہت بتائی ہے، ان کے مطابق عرب " تحنث و تحنف " ایک معنی میں استعمال کرتے تھے، " تحنث " دراصل " تحنف " ہے اور " ف " کو " ث " سے بدل دیا کرتے تھے، اور اس سے مراد حنفیت لیتے تھے، " تسال ابن ھشام: تقول العرب: التحنث والتحنف، یریدون الحنفیۃ، تیبعدون لون الفاء من الثاء ـ ـ ـ ـ ـ " (1/254)

انہوں نے کلامِ عرب سے اس کی بعض مثالیں بھی پیش کی ہیں، اس سے کچھ پہلے ابن اسحاق کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ " ہر سال ایک مال غارِ حراء میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور یہ وہ تحنث اور نیکی کا کام تھا جو قریش جاہلیت میں کیا کرتے تھے،

(والتحنث: التبرر)ـ ـ ـ ـ ـ" (1/253، 2/380، 390-392)

امام طبری نے سورۃ بقرہ 135 میں وارد الفاظ الٰہی " ملۃ ابراہیم حنیفا " کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا دین حنیفیت مسلمہ تھا جس پر بعد کی تمام دوسری ملتوں اور مذہبوں کا مدار تھا: " فان دینہ کان الحنیفیۃ المسلمۃ۔۔۔۔" (جامع البیان عن تاویل آی القرآن / تفسیر الطبری، مترجمہ محمود شاکر، بیروت 2001، 1/253)

زمخشری نے اس آیت کریمہ کی تاویل میں حنیف کے صرف لغوی معنی سے بحث کی ہے کہ ہر باطل دین سے کٹ کر دین حق ہو جانے والا حنیف ہوتا ہے اور اس کا مصدر حنف ہے انہوں نے استشہاد میں ایک شعر بھی نقل کیا ہے۔:" والحنیف: المائل عن کل دین باطل الی دین الحق۔۔۔۔۔۔" (الکشاف، مرتبہ عبدالرزاق المہدی، بیروت 1997ء، 1/220)۔

سورۃ آل عمران 95 میں ملۃ ابراہیم سے (413/1) تعبیر کیا ہے۔(سورۃ نساء 125، انعام 79، 161۔ یونس 105، نحل 120، 123، روم 30، حج 31، بینہ 5) ابن منظور نے تحنث کے معنی " تعبد واعزل الاصنام " لکھے ہیں اور اسے تحنف کے مثل قرار دیا ہے۔(لسان العرب مادہ حنث) انہوں نے تحنف / حنف کو الگ سے بحث کے قابل نہیں سمجھا کہ وہ تحنث ہی کا مترادف ہے،

حدیث نبوی کی تشریح بھی اسی طرح کی ہے، صحیح حدیث میں ملت اسلام کے لیے '' الحنیفیۃ السمحۃ'' کی ترکیب آئی ہے: '' الحنیفیۃ السمحۃ السھلۃ'' (مقالہ '' حنیف '' دایرہ معارف اسلامیہ، لاہور از ادارہ، ابن اثیر، اسد الغابہ، 72/1: احب الادیان الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔)

ڈاکٹر جواد علی نے حنفاء اور احناف کی تعریف میں لکھا ہے کہ مسلمان حنفاء سے ان لوگوں کو مراد لیتے ہیں جو جاہلی عربوں میں سے دین ابراہیم پر قایم تھے اور انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تھا، نہ وہ یہودیت میں داخل ہوئے اور نہ نصرانیت میں اور نہ ہی انہوں نے بتوں کی پوجا کو ایک دین سمجھا بلکہ اس پرستش پر طعن کیا اور اس کے قائلین پر تنقید کی، اہل اخبار بیان کرتے ہیں کہ تمام جاہلی عرب قحطان وعدنان کے عمر بن لحہ الخزاعی سے پہلے اس دین پر تھے وہ موحدین تھے صرف اللہ جل جلالہ کی عبادت کرتے تے، نہ اس کے ساتھ شرک کرتے تھے، اور نہ اس کے حقوق سے غفلت کرتے: '' ۔۔۔۔۔۔ ویقصد المسلمون بالحنفاء من کانو علی دین ابراہیم من الجاھلین، فلم یشرکوا بربھم احدا لم یدخلو فی یہودیۃ ولا نصرانیۃ ولم یقبلو لعبادۃ الاصنام دینا بل سفھوا تلک العبادۃ و سفھوا رای القائلین بھا ویذکر اھل الاخبار ان الجاھلین جمیعا من قحطان وعدنان کانو قبل عمرو بن لحہ الخزاعی علی ھذا الدین کانو موحدین یعبدون اللہ جل جلالہ وحدہ لا یشرکون بہ ولا ینتقصونہ ۔۔۔۔۔ '' (تاریخ العرب قبل الاسلام، 6/289)

انہوں نے حاشیہ میں سورۃ بقرہ 135: '' بل ملۃ ابراہیم حنیفا'' کی تشریح میں ابو عبیدہ کا قول نقل کیا:

'' من کان علی دین ابراہیم فھو حنیف عند العرب وکان عبدۃ الاوثان فی الجاھلیۃ یقلون نحن حنفاء علی دین ابراہیم فلما جاء الاسلام سموا المسلم حنیفا'' ۔

اخفش کا قول بھی اس کے بعد نقل کیا ہے:

'' الحنیف المسلم وکان فی الجاھلیۃ یقال: من اختتن وحج البیت حنیف لأن العرب لم تتمسک فی الجاھلیۃ بشئی من دین ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابراہیم غیر الختان وحج البیت فکل من اختتن وحج قیل لہ حنیف فلما جاء الاسلام تمادت الحنیفیۃ فالحنیف المسلم'' (تاریخ العرب قبل الاسلام، 290/6) حاشیہ نمبر 1 بحوالہ اللسان 403/10، ومابعدھا، بلوغ الارب، 95/2 اومابعدھا ۔

محقق گرامی نے بہ جاطور سے لکھاہے کہ عمروبن لحہ کی دعوت عرب میں خوب پھیلی اور پروان چڑھی کہ اکثر لوگ اس میں داخل ہوگئے کیوں کہ گمراہی جلدی پھیلتی ہے اور دین ابراہیمی کی حفاظت کرنے والے اور دین توحید حنیف کے احکام کی رعایت کرنے والے کم سے کم ہوتے گئے جو الٰہ واحد کے اعتقاد، بیت اللہ کے طواف وحج، عمرہ، عرفہ میں وقوف اور جانوروں کی قربانی، حج وعمرہ کے تلبیہ اور اہلال وغیرہ پر مبنی تھا، ان عربوں میں صرف ایک محدود تعداد ہی بعثت محمدیہ کے زمانے تک اس دین حنیف پر باقی نہ رہ سکی، ختنہ، حج بیت اللہ، جنابت کے غسل، بت پرستی سے اجتناب ہی وہ فرق وامتیاز کرنے والی علامات رہ گئیں جو حنفاء کو مشرکین سے الگ کرتی تھیں۔(ایضاً 6/290)

شاہ ولی اللہ دہلوی نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ بتایاہے کہ آپ ملت حنیفیہ اسماعیلیہ میں جو کجی آگئی تھی اس کو دور کرنے، اس کی تحریف کو ختم کرنے اور اس کے نور کو پھیلانے کے لیے مبعوث فرمائے گئے تھے۔فاعلم انہ ﷺ بعث بالملۃ الحنیفیۃ الاسماعیلیۃ لاقامۃ عوجھا والزالۃ تحریفھا واشاعۃ نورھا۔۔۔۔(حجہ اللہ البلاغہ، 1/271-272)نور محمد اصح المابع کراچی 1302ھ ۔(معہ اردو ترجمہ مولانا حقانی، باب بیان ماکان علیہ جال اھل الجاھلیۃ فاصلحہ النبی ﷺ

عرب میں دین ابراھیمی کی تاریخ وآثار

یہ امر واقعی ہے کہ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی وفات کے مدتوں بعد تک اصل دین ابراہیمی باقی رہا بلکہ تمام آلایش وامتزاج سے پاک خالص دین کے بہ طور زندہ اور زیر عمل رہا، لہذا تمام ابتدائی پیروانِ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) خالص دین ابراہیمی، حنیفیت مسلمہ، کے ماننے والے اور صحیح مسلمین ہی تھے جیسا کہ قرآن مجید ان کا نام مسلم ہی بتاتاہے۔:'' ۔ھو سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا(الحج 78)شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی وضاحت سے لکھاہے کہ بنو اسماعیل نے اپنے جد امجد حضرت اسماعیلؑ کا طریقہ پایا اور ان کی شریعت پر مدتوں قائم رہے تاآنکہ عمرو بن لحہ نے اپنی فاسد رائے سے اس میں بہت سی چیزیں دخل کردیں اور خود گمراہ ہوا اور دوسروں کو گمراہ کیا۔۔۔۔وکان بنو اسمائیل توار ثو منھاج ابیھم اسماعیل فکانو علی تلک الشریعۃ الی ان وجد عمرو بن لحہ فادخل فیھا اشیاء برایۃ الکاسد فضل و اضل (1/272)

مدتوں بعد جب دین ابراہیمی (حنیفیت) میں آمیزش، بدعت اور انحراف کی کار گزاری شروع ہوئی تو بھی بہت سے لوگ اصل دین ابراہیمی پر باقی رہے اور حنیفیت پر قائم رہنے والوں میں شمار ہوئے، عرب مصادر کی تقریباً یہ متفقہ روایت ہے کہ عرب بالخصوص مکہ مکرمہ میں شرکت اور بت پرستی کی رسم وطرح ایک بدوی عرب سردار عمرو بن لحہ خزاعی نے ڈالی جو شام کے سفر کے دوران بت پرستی سے آشنا ہوا تھا، بالعموم اسی شخص کو دین ابراہیمی کو بدل ڈالنے والا کہا جاتا ہے، اس کی بدعت سے قبل عرب بالعموم دین حنیفی کے پیرو تھے:

"(انہ کان اول من غیر دین اسماعیل فنصب الاوثان۔۔۔۔" (ابن ھشام، 81/1 ومابعد "

واستبدلو بدین ابراہیم واسماعیل غیرہ فبعدوا الاوظان وصاروا الی ماکنات علیہ الامم قبلھم من الضلالات وفیھم علی ذلک بقایا من عھد ابراہیم یتمسکون بھا من تعظیم البیت ولطواف الاعمرۃ" (ابن ھشام، 82/1 شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البلاغہ، 272/1 نیز 279)

بعثت نبوی سے قریب تین سو سال قبل ہی عمرو بن لحہ کی بدعات شروع ہوئیں اس سے قبل عرب اپنے جد امجد کے اصل دین پر قائم تھے، وہ کان بنو اسمائل علی منہاج ابیھم الی ان وجد فیھم عمرو بن لحہ وذلک قبل مبعث النبی ﷺ قریبا من ثلثمانۃ سنۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔)۔

شرک وبت پرستی کے رواجِ عالم کے باوجود عرب کے مختلف قبائل میں حنفاء واحناف ہمیشہ موجود رہے، جغرافیائی لحاظ سے ان کا تعلق تمام سمتوں سے تھا، یہی وجہ ہے کہ احناف کا قبائلی تعلق مختلف علاقوں سے ملتا ہے اس کا سبب اصلی بقول مودودی (رحمۃ اللہ علیہ) "رسالت اسماعیلی" کے اثرات و باقیات کی ان کی زندگی میں کار فرمائی تھا، وہ دین ابراہیمی سے وابستہ رہے اور تمام بدعات وانحرافات کے باوجود ان میں حنیفیت اور دین خالص کے بہت سے باقیاتِ صالحات باقی رہے، دین ابراہیمی کے ان کے مبارک بقایا ہی نے ان میں عقاید بھی کسی حد تک باقی و محفوظ رکھے اور اعمال دین اور رسول معاشرت بھی، قدیم وجدید علما نے دین ابراہیمی کے باقیات پر بہت کچھ لکھا ہے، شاہ ولی اللہ دہلوی نے بہت حکیمانہ بات لکھی ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے (اللہ کے حکم سے) منہاج اسماعیلؑ کے موافق عربوں کی شریعت کے اجزاء کو باقی رکھا اور ان کے شعائر کو رائج رہنے دیا، تحریف وفساد کی اصلاح فرمادی: فماکان منھا موافقا لمنہاج اسماعیل (علیہ السلام) او من شعائر اللہ ابقاہ وماکانمھا تحریفا اوفسادا۔۔۔ ابطلہ و سجل علی ابطالہ۔۔ (حجۃ اللہ البلاغہ، 1/272)۔

مکہ مکرمہ اور قریش ۔1

بالعموم روایتی سیرت نگار مکہ مکرمہ کے چار قریشی احناف کا ذکر کرتے ہیں، ابن اسحاق کی روایات ہے کہ قریش اپنے اصنام (بتوں) میں سے کسی ایک بت کے پاس اپنی ایک عید منانے کے لیئے جمع ہوتے، وہ اس کی تعظیم کرتے، اس کے لیئے جانور قربان کرتے اور اس کے سجدے وطواف کرتے، ہر سال کا ایک دن اس عید کے لیے مخصوص و معلوم تھا، قریش کے چار افراد نے اپنی قوم سے علیحد گی اختیار کرلی اور ایک دوسرے سے کہا: سچ بتاؤ اور ایک دوسرے کا راز محفوظ رکھو، سب نے اتفاق کیا اور یہ تھے :

ورقہ بن نوفل اسدی قریشی ۔1

عبیداللہ بن جحش اسدی خزیمی، ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب ہاشمی تھیں۔ ۔2

عثمان بن الحویرث اسدی قریشی ۔3

زید بن عمر بن نفیل عدوی قریشی ۔4

ان سب نے بہ اتفاق حنیفیت دین ابراہیمی کو تلاش کرنے اور اسے اختیار کرنے کا عزم کیا (242/1) کچھ مدت وہ حنیفیت پر قائم و عامل رہے پھر تینوں اول الذکر نصرانی بن گئے اور مؤخر الذکر ہی صرف حنیفیت پر تا آخر قائم رہے، حضرت ورقہ بن نوفل اسدی کو بعثتِ محمدؐ کی تصدیق کا موقع ملا اور ان کو اسلام کی دولت ملی، یہ دولت عبیداللہ اسدی خزیمی کو بھی مکہ مکرمہ میں نصیب ہوئی تھی مگر حبشہ جا کر انہوں نے وہ کھودی اور بہ طور نصرانی حبشہ میں وفات پائی، عثمان بن حویرث اسدی قریشی بھی بہ بطور نصرانی شام میں مرے، صرف حضرت زید "امت مسلمہ واحدہ" اور حنیف کامل رہے

سہیلی، 358/2-366 ومابعد، ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، مطبعۃ السعادہ مصر، غیر مورخہ، 237/2-243، (1/243-244)
محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر، حیدر آباد دکن، 1942، 171-172، کتاب المنمق، حیدر آباد دکن 1964، 175-158،
ابن قتیبہ، کتاب المعارف، مرتبہ ثروت عکاشہ، قاہرہ 1960، 59، ذکر ورقہ بن نوفل وزید بن عمر بن نفیل۔۔۔۔۔ شرح الفوائد

الغیاثیہ حواشی الکازرونی تفسیر البیضاری صحیح بخاری بلوغ الاَرب، 2/269-275 برائے حضرت ورقہ بحوالہ آلوسی، بلوغ الاَرب، (2/247-253 بحوالہ استیعاب، اصابہ، ابن اسحاق، واقدی، دوائی، دیباچہ العقائد العضدیہ عیسٰی الصفوی

بقول مولانا شبلی و مودودی (رحمۃ اللہ علیہ) صرف یہی چار افراد حنفاء واحناف نہ تھے، متعدد دوسرے بھی تھے، لیکن ان دونوں نے مکی اور قریشی افراد کا اپنی فہرست احناف میں ذکر نہیں کیا ہے۔ بلکہ بدوی قبائل اور دوسرے دیار وامصار کے احناف کے اسماء گرامی بھی گنائے ہیں: زید بن بکار، نسب قریش، ابن کثیر، ابن اسحاق، سہیلی، ابراہیم البقاعی، بذل النصح والشفقۃ للتعریف بصحبۃ السید ورقہ۔(

مکہ مکرمہ اور قریش میں اور بھی صاحبانِ بصیرت تھے جو عرب کے رواجی دین سے بے زار اور دین ابراہیمی کے پیروکار تھے، ابن اسحاق وابن ہشام نے جو سبب مذکورہ بالا چار افراد کے حنیف ہونے یا بننے کا بیان کیا ہے وہ بھی محل نظر معلوم ہوتا ہے، ان کی روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان چاروں نے اچانک عیدِ قریش کے موقعہ پر اجتماعی طور سے رواجی دین ترک کیا تھا، بت پرستی چھوڑ دی تھی اور حنیفیت کی جستجو میں لگ گئے تھے، اور وہ بھی اجتماعی طور سے ان کی دین فکر کے پیچھے ان کے غور و فکر اور دوسرے اسباب و علل کا کوئی حوالہ نہیں ملتا اور جدید اہل قلم اس کا تجزیہ بھی نہیں کرتے، اصل بات یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں مدتوں سے دین حنیف کو ماننے، دین ابراہیمی کی طرف لوٹنے اور رواجی مذہب سے دور رہنے کا رجحان پایا جاتا تھا اور بہت سے مردانِ کار نہ صرف توحید الہٰی کے قائل تھے بلکہ وہ بہت سی شرعی قانونی روایات اور سماجی اقدار کی بھی پیروی کرتے تھے۔

ان میں ایک اہم ترین نام وجز بن غالب کا ہے جن کی کنیت ابو کبشہ تھی، وہ بتوں کی پوجا کا انکار کرتے تھے اور اس کو معیوب گردانتے تھے اور بت پرستوں پر طعن کرتے تھے، اسی بناء پر نبی کریم ﷺ کو سے مشابہ قرار دے کر مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو بھی "ابو کبشہ یا ابن ابی کبشہ" کہا کرتے تھے، کہ آپ ﷺ بھی بت پرستی کے خلاف تھے: "کان وجز بن غالب ینکر عبادۃ الاصنام ویعیبھا ویطعن علی اھلھا وکان یکنی وبا کبشہ فشبھوا النبی ﷺ بہ" (بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ، قاہرہ 1959ء، (اول 1/91)

یہ وجز بن غالب خزاعی تھے اور رسول اکرم ﷺ کے نانا وھب بن عبد مناف زہری کی والدہ ماجدہ ہند بنت ابی قیلہ کے والد تھے، ابو قیلہ ان کی اصل کنیت تھی، وہ مکہ مکرمہ کے باشندے بن گئے تھے اور اس کے اہم ترین اکابر و سادات میں تھے، قریش رسول اکرم

ﷺ کے لیے کہا کرتے تھے کہ اب ابی کبشہ نے یہ کہا ہے:" فکانت قریش تقول للنبی ﷺ : فعل ابن ابی کبشہ کذا" (
(130-129 ،1942 بلاذری، 91/1)محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر، مرتبہ ایلزرہ یحستن شیتیتر، حیدر آباد دکن

بغدادی اور بلاذری نے بھی بعض اور ایسے موحدین کا ذکر کیا ہے جن کو ابو کبشہ کہا جاتا تھا۔ نبوی نانا کے علاوہ دوسرے یہ حضرات تھے:

1۔ عمر بن زید بن لبید نجاوی، عبد المطلب کے نانا،

2۔ وھب بن عبد مناف زہری، رسول اکرم ﷺ کے نانا،

3۔ حارث /غبشان بن عمر بن لوی بن ملکان ۔ ۔ ۔۔ ۔ ۔،

4۔ حارث بن عبد العزیٰ سعدی ہوازنی، رسول اکرم ﷺ نے حاضن (رضاعی باپ) مرتب نے وجز بن غالب بن حارث کے لیے طبقات ابن سعد 1/1-31 کا حوالہ دیا ہے۔

خاندانِ بنی عبد مناف کے بانی اور رسول اکرم ﷺ کے ایک جد اعلیٰ عبد مناف بن قصی جن کا اصل نام مغیرہ تھا، لوگوں کو اللہ کے تقوٰی اور صلہ رحمی کا وعظ دیا کرتے تھے اور وصیت کرتے تھے:" ان المغیرہ بن قصی اوصی قریشا بتقوی اللہ وصلۃ الرحم" یہ ایک کتابِ سنگ میں لکھی ہوئی یا نقش کی ہوئی وصیت بیان کی جاتی ہے اگرچہ اس کو ضعیف روایت مانا گیا ہے۔(بلاذری، 52/1)البتہ بعض اہل قلم نے پوری صحت والتزام کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے دادا جناب عبد المطلب بن ہاشم توحید الٰہی کے قائل تھے اور بہت سے عقاید و اعمالِ دین ابراہیمی پر عمل پیرا بھی تھے، ان روایات کا روایتی و درایتی پایہ کمزور ہے، ایک تاریخ داں کا واضح بیان ہے کہ انہوں نے بتوں کی عبادت ترک کر دی تھی اور اللہ عزوجل کی توحید کے قائل تھے:" ورض عبادۃ الاصنام و وحد اللہ عزوجل۔۔۔۔ فکانت قریش تقل: عبد المطلب ابراہیم الثانی۔۔۔۔ووفی بالنذر و سن سننا نزل القرآن باکثرھا و جاءت السنۃ من رسول اللہ ﷺ بھا۔۔۔۔۔" (یعقوبی، تاریخ بیرت، 10/2،1960 مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار راقیم (ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی) کی کتاب" عبد المطلب ہاشمی۔۔۔رسول اکرم ﷺ کے دادا" غیر مطبوعہ۔

کعب بن لوئی بن غالب رسول اکریم ﷺ کے اجدااعلیٰ میں صاحب، بصیرت وشوکت سمجھے جاتے تھے، زبیر بن بکار کے مطابق وہ ہر جمعہ کو قریش کو جمع کرتے اوران کواطاعت، فہم، تعلم، اور تفکر کی دعوت دیتے کہ وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات دن کی گردش پر غور کریں، اولین وآخرین کے احوال واعتبار کو سمجھیں، وہ ان کو صلہ رحمی، اسلام کی اشاعت، عہد کی پاس داری، رشتہ داری، کی رعایت اور فقیروں اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک پر ابھارتے، موت اوراس کی ہولناکیوں سے ڈراتے، یومِ موعوداوراس کے احوال یاددلاتے اور نبی آخرالزماں کی بعثت کی بشارت دیتے تھے، ان کی کرامات وحالات وخیالات کی بناءپر یہ سمجھا جاتا کہ وہ دین ابراہیمی سے تمسک اور حنیفیت پر گامزنی کے باعث ان میں آئے تھے، اسی بناءپر بہت سے علماء کا خیال ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے تمام صلبی اجداد (جمیع اصول النبی علیہ الصلاۃ والسلام) اپنے اعتقاد کے لحاظ سے موحدین اور بعثت بعدالموت اور حساب اور دوسرے احکام حنیفی پر ایمان رکھنے والے تھے جیسا کہ ماوردی نے اعلام النبوہ میں بیان وواضح کیا ہے، آلوسی نے اسی ضمن میں دوسرے اجداد نبوی جیسے عبدالمطلب، ہاشم عبد مناف، قصی، عبداللہ بن عبدالمطلب کا ذکر خیر بھی کیا ہے اگرچہ حوانبوی سے کیا ہے، (بلاغ الارب، 282-281/2) خاتمہ بحث